OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

عربی الاصل مغربی روایات اور اداروں کا تہذیبی جائزہ

A CULTURAL STUDY OF WESTERN TRADITIONS AND INSTITUTIONS HAVING ARABIC ORIGIN

Muhammad Irfan
Lecturer, Dept. of Islamic Thought and Culture,
National University of Modern Languages (NUML), Lahore Campus.

Moqadus Habiba
B.ed Student, University of the Punjab, Lahore.

Abstract: It is a definite principle that every civilization benefited from previous and leaves assests for later. Islamic civilization Acquired sciences and arts from Greek and Roman civilizations, purified it and leaved for western civilization. Islamic civilization gave credit to what it benefited from the Greek and Roman, but Western civilization refused and showed inferiority complex. Today its language, institutions and traditions opened its pool. Even today, thousands of words of Arabic language found in the representative languages of the Western civilization. The traditions and institations prevalent today in the western society are also influenced by Islamic civilization. In this article, we have traced the words, traditions and institutions having Arabic origin. It was not a bad thing to borrow these words, institutions and traditions but the bad is behavior of western civilization who do not give credit to Islamic civilization. And the behavior of those Muslims, who put every new invention and development of science and technology in the account of West and become victims of inferiority complex. They should know that the stones on which the West has laid the foundation of their current development were installed in the era of Islamic civilization.

Keywords: cultural study, Arabic words, traditions, intuitions, Islamic civilization, western civilization

موضوع کا تعارف

تاریخ انسانی میں یہ روایت مسلسل جاری رہی ہے کہ ہر تہذیب ماقبل تہذیب سے استفادہ کرتی ہے اور مابعد تہذیب کے لیے کچھ نیا چھوڑ جاتی ہے۔ مابعد تہذیب اس کو اپناتی اور اس میں اپنا حصہ ڈال کر اسے اگلی تہذیب کی طرف منتقل کر دیتی ہے اور ہزاروں سالوں سے انسانی تہذیب میں یہ روایت مسلسل چلی آ رہی ہے۔ اسلامی تہذیب جو قرون وسطیٰ کی غالب تہذیب تھی، اس نے دنیا کو جو علوم وفنون دیے کچھ اس کے اپنے پیدا کردہ تھے اور کچھ اس نے ماقبل تہذیبوں سے مستعار لیے تھے۔ مثلاً اسلامی تہذیب نے بہت سارے علوم میں یونانی تہذیب سے استفادہ کیا جنہیں بغداد میں قائم بیت الحکمہ اکیڈمی میں باقاعدہ عربی میں ٹرانسلیٹ کیا گیا۔ اسی طرح اسلامی تہذیب نے رومن تہذیب سے بھی استفادہ کیا اور ان دونوں تہذیبوں سے حاصل شدہ علوم وفنون کو اسلامی قالب میں ڈھال کر انسانیت کے سامنے پیش کر دیا۔ اسلامی تہذیب کے بعد جو تہذیبیں عروج حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں انہوں نے اسلامی تہذیب سے استفادہ کر کے انہیں اپنے قالب میں ڈھال لیا۔ مثلاً مغربی تہذیب نے بہت سارے اسلامی علوم وفنون، عربی زبان، اسلامی روایات اور اداروں کو اپنا کر انہیں مغربیت کا لبادہ اوڑھا دیا اور آج ان کی اصل پہچاننا مشکل ہے۔ اس آرٹیکل میں انہی عربی الفاظ، روایات اور اداروں کا تہذیبی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

اسلامی اور مغربی تہذیب کے تعامل کی شروعات

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر غالب تہذیب مغلوب تہذیب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یونانی و رومن تہذیبیں اسلامی تہذیب پر اثر انداز ہوئیں اور اسلامی تہذیب مغربی تہذیب پر۔ مغربی تہذیب پر اسلامی تہذیب کا اثر اس قدر ہوا کہ لوگوں نے اپنا مذہب تک تبدیل کر۔ مسلمان مشرق وسطیٰ، وسطی افریقہ، بحر الکاہل کے جزائر، ملائشیا اور چین جہاں بھی گئے مقامی لوگوں کو اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ انڈونیشیا کے کروڑوں مسلمان، چین کے لاکھوں مسلمان اور افریقہ کے کروڑوں مسلمان اسلامی تہذیب کی اثر پذیری کی یاد دلاتے ہیں۔ مصر، تیونس، قبرص، جزائر یونان، اندلس، شام، انطاکیہ، آرمینیا اور عراق وغیرہ وہ ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کا تعامل غیر مسلموں کے ساتھ ہوا اور ان لوگوں نے اسلامی تہذیب سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ فلپ کے ہٹی لکھتے ہیں: "عرب تاجر دریائے والگا کے راستے فن لینڈ تک جاتے تھے، جزیرہ بالٹک کے جزائر مثلاً گاٹ لینڈ، بارن ہوم اور آلینڈ سے ہو کر سوئیڈن، ڈنمارک اور پرشیا کو نکل جاتے تھے، آج بھی ان جزائر سے کئی سو عرب سکے ملے ہیں۔"[1]

منٹگمری واٹ لکھتے ہیں: "بارسلونا کی بندرگاہ خلفائے اندلس کی بحری تجارت کا مرکز تھی، یہاں سے سینکڑوں جہاز مال تجارت سے لدے ہوئے اکناف عالم میں جاتے تھے مسلمانوں نے تجارت کے بہت سے نئے اصول اختراع کیے جو

بعد میں رفتہ رفتہ یورپی تاجروں تک پہنچے۔ اسپین اور سسلی کی تجارتی سرگرمیوں نے یورپ کی تجارت وصنعت کو جنم دیا۔ یورپ کے افلاس کی یہ حالت تھی کہ یورپی تاجروں کے پاس عربوں کا مال خریدنے کی سکت نہیں ہوتی تھی وہ عموماً ارد گرد کے دیہات سے بچے اغواء کرکے لاتے، انہیں غلام بنا کر بیچتے اور اس طرح وہ رقم ادا کرتے تھے۔[2]

عربی الاصل مغربی روایات

ادب (لٹریچر) کی روایت

یورپ کے لٹریچر پر اسلامی تہذیب کا اثر اس قدر تھا کہ خود مغربی مصنفین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگر الف لیلہ نہ ہوتی تو آئرش ادیب سوفٹ کی "گلیورز" وجود میں آتی اور نہ ہی ڈیمئل ڈفو کی "رابنس کروسو" کے نام سے دنیا واقف ہوتی۔ رابنس کروسو کا ماخذ ابن طفیل کی حیی ابن یقظان تھی جسے پوکاک نے لاطینی میں اور اوکلے نے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ یورپ میں ان تراجم کا اثر یہ ہوا کہ اس دور کا یورپی ادب اور یورپی زبانیں عربی زبان کے اثرات میں رنگی گئیں۔[3] اٹلی، اسپین اور دیگر یورپ میں عربی طرز پر نثری ادب پروان چڑھنے لگا۔ قصے کہانیوں کے مجموعے ترتیب دیئے جانے لگے۔ ڈانٹے کی ڈیوائن کامیڈی میں آسمانوں کی سیر کا تصور معراج سے لیا گیا ہے۔ عربی نثر کے یورپی نثر پر اثرات کی انتہاء یہ ہے کہ قرون وسطیٰ اور اس کے بعد یورپی زبانوں میں جو ادب تخلیق ہوا اس میں عربی رنگ کی مجالس جمائی گئیں، عربی جملے اور محاورے استعمال کیے گئے حتیٰ کہ ہیروز کے نام بھی عربی ہوا کرتے تھے۔

شاعری کی روایت

عربی نثر کی طرح عربی نظم بھی یورپی ادب اور زبانوں پر اثر انداز ہوئی۔ اہل عرب نسلاً شعر گو ہوا کرتے تھے اور ہر قبیلہ اپنے شاعر پر نازاں ہوا کرتا تھا۔ یہ شاعر میدان جنگ میں رجز پڑھتے، ایام صلح میں اپنے قبائل کے کارنامے سناتے تھے اور ہر شاعر اپنے قبیلے کا مورخ اور مصلح و مبلغ ہوا کرتا تھا۔ عربی شاعری کا اسپین پر یہ اثر ہوا کہ اسپین کی شاعری عربی سانچے میں ڈھل گئی، وہی قافیہ اور ردیف، وہی بحرین اور اوزان۔ یہاں تک کے عربوں کے کیکر، ریت کے ٹیلے منیل گائے، آہو، اونٹ اور گھوڑا تک ہسپانوی شاعری کے اجزاء بن گئے۔[4] یورپ میں تمام عرب شعراء کے دیوان حواشی، مقدمہ اور تراجم کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔

یورپ فارسی شاعری سے بھی کسی حد تک متاثر ہوا تھا۔ مس مور کی لالہ رخ اور میتھو آرنلڈ کی سہراب و رستم میں ایرانی تصورات پائے جاتے ہیں۔ جرمن شاعر شلر اور والٹیئر کی حکایات میں ماحول، ساز و سامان اور دیگر پہلوؤں میں عربی نثر کا رنگ پایا جاتا ہے۔ 1671 میں ایک جرمن عالم نے سعدی کی گلستان اور بوستان کا جرمنی میں ترجمہ کیا جس نے

جرمن قوم اور تہذیب و ثقافت پر گہرا اثر ڈالا۔ دیوان حافظ کو بھی جرمن میں منتقل کیا گیا، گوئٹے نے اس سے متاثر ہو کر دیوان مغرب لکھا جس میں فارسی استعارات اور تشبیہات استعمال ہوئیں۔ عربی نظر و نثر کے ساتھ علم بیان اور معانی سے بھی اہل یورپ اور مغرب نے خوشہ چینی کی، انہوں نے عربی الفاظ اور اصطلاحات کو جوں کا توں لیا اور انہیں اپنی زبانوں کا جامہ پہنادیا۔[5]

سائنسی علوم کی روایت

دور جدید کے سماج میں بنیادی کردار ادا کرنے والی کئی ایجادات، روایات اور ادارے ایسے ہیں جنہیں سب سے پہلے اہل عرب اور اسلامی تہذیب نے دنیا کے سامنے متعارف کروایا تھا۔ کائنات اور اسرار کائنات سے متعلق ایسے کئی تصورات تھے جو سب سے پہلے مسلمان سائنسدانوں نے پیش کیے۔ دور جدید میں انسان علوم و فنون اور سائنس و ٹیکنالوجی کے جس اوج ثریا تک پہنچ چکا ہے اس کی شروعات اسلامی تہذیب کے عہد زریں میں ہی ہوئیں۔ سائنس کیا ہے؟ واضح لفظوں میں سائنس کائنات اور متعلقات کائنات پر غور و فکر کا نام ہے، اسلام سے قبل کائنات اور مظاہر کائنات کو مقدس سمجھ کر پوجا جاتا تھا۔ لوگ سورج کو دیوتا سمجھتے تھے، آگ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے اور دیگر مظاہر کائنات کو عظیم طاقتیں سمجھ کر انہیں خدائی طاقتوں کا حامل تصور کرتے تھے۔ اسلام نے تاریخ میں پہلی بار انسانوں کے اس تصور کو درست کیا اور بتایا کہ ہم نے یہ تمام مظاہر انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیے ہیں۔ اسلام نے پہلی بار تسخیر کائنات کا تصور پیش کیا۔ قرآن کی سینکڑوں آیات تسخیر کائنات سے متعلق ہیں اور انسانوں کو بار بار کائنات پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے۔

تسخیر کائنات کی روایت

اسلام نے کائنات کی تخلیق کی تفصیلات پیش کیں، اسلام سے قبل تخلیق کائنات کے متعلق انسانوں کے نظریات غیر معتدل تھے اسلام نے سب سے پہلے تخلیق کائنات کا درست تصور پیش کیا۔ تسخیر کائنات سے متعلق سورہ عنکبوت میں ارشاد فرمایا:

> قل سیرو ا فی الارض فانظرو اکیف بدء الخلق ثم اللہ
> ینشیء النشاۃالآخرہ ان اللہ علی کل شئی قدیر[6]
>
> "کہہ دیجئے کہ زمین پر چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اللہ نے کس طرح
> تخلیق کی ابتداء کی، پھر وہی اللہ دوسری دفعہ نئی تخلیق کرے گا اور اللہ ہر
> چیز پر قادر ہے۔"

ایک دوسری آیت میں تسخیر کائنات کے متعلق ارشاد فرمایا:

اولم یرالذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا ففتقناھما
وجعلنا من المآء کل شئی حی افلا یومنون[7]

"وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے ہم
نے انہیں جدا کیا اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا۔"

اسلامی تہذیب کے عہد ذریں میں علوم وفنون کی جو شروعات ہوئیں قرون وسطیٰ تک ان کی بازگشت یورپ اور براعظم ایشیاء تک پہنچ چکی تھی۔ یورپ جو قرون وسطیٰ میں ظلمت وجہالت کا گڑھ تھا جب وہاں اسلامی تہذیب کے متعارف کردہ علوم وفنون پہنچے تو ان لوگوں نے ان علوم کو یورپی زبانوں میں ٹرانسلیٹ کرنا شروع کر دیا۔ تراجم نگاری کی اس مہم میں بہت سارے عربی الاصل انگریزی الفاظ، روایات اور ادارے یورپی تہذیب کا حصہ بن گئے۔ یہاں ہم بالترتیب پہلے عربی الاصل انگریزی الفاظ، پھر روایات اور آخر میں اداروں کا جائزہ پیش کریں گے۔

عربی الاصل انگریزی الفاظ

عربی	اردو	انگریزی
قہوۃ	کافی	Coffee
قطن	روئی	Cotton
کفن	کفن	Coffin
زاویہ	کونہ	Corner
جزیرہ	جزیرہ	Desert
دیوان	دیوان	Divan
عین	آنکھ	Eye
جابر بن حیان	جابر بن حیان	Geber
الخوارزمی	الخوارزمی	Algorithm
الکندی	الکندی	Alkindus
البتانی	البتانی	Albategnius
الفرغانی	الفرغانی	Alfraganus

الرازی	الرازی	Rhazes
الفارابی	الفارابی	Alpharabius
ابو القااسم الزاہراوی	ابوالقاسم الزاہراوی	Albucasis
ابن الہیثم	ابن الہیثم	Alhazen
قیراط	قیراط	Carat
ابن سینا	ابن سینا	Avicenna
ابن زہر	ابن زہر	Avenzoar
ابن رشد	ابن رشد	Averroes
الزرقالی	الزرقالی	Arzachel
البطروجی	البطروجی	Alpetragius
الصوفی	الصوفی	Azophi
ابن باجه	ابن باجہ	Avempace
علی عباس	علی عباس	Hale abbas
الطوب	کچی اینٹ	Adobe
البرقوق	خوبانی کادرخت	Apricot
الخرشوف	ایک قسم کادرخت	Artichoke
عطر	عطر	Attar
غراف	مینا، صُراحی	Carafe
خرّوب	خَرنُوب	Carob
الكرمزي	گہرالال رنگ	Crimson
غول	غول	Ghoul
عفریت	عفریت	Ifrit
جرة	مرتبان	Jar

جربوع	ناپنے کا پیمانہ	Jerboa
ليمه	چونا	Lime
العود	آلہ موسیقی	Lute
شاش	کمر بند	Sash
صوفه	صوفہ	Sofa
طحين	آٹا	Tahini
قابل	ماہر، قابل	Capable
قال	بلانا	Call
عتيق	پرانا	Antique
نفر	ناراض	Anger
علوم	علوم، کسی ادارے کے سابق طلباء	Alumni
علاوه	اضافی	Allowance
طول	طویل، لمبا	Tall
ذيل	نیچے	Tail
قمه	چوٹی، بلندی	Summit
اسطوره	کہانی	Story
ميل	میل	Mile
مراءة	آئینہ	Mirror
مرج	ضم کرنا، ملا دینا	Merge
هوايا	مشغلہ	Hobby
خلو	کھوکھلا	Hollow
قائد	قائد، لیڈر	Guide
درجه	درجہ	Grade

اقر	متفق	Agree
جرش	کرش کرنا، روندنا	Crush
صرخ	چیخنا، رونا	Cry
کمون	زیرہ	Cumin
فرش	فرش	Furnish
فرات	دریائے فرات، زرخیز	Fertile
ازال	مٹانا، ازالہ کرنا	Erase
علیه	اونچی ذات	Elite
جراءة	ہمت، جرات	Courage
فرن	جلانا	Burn
برق	چمکدار	Bright
لقط	اکٹھا کرنا	Collect
واعظ	نصیحت کرنے والا	Wise
وسط	درمیان	Waist
اضطراب	پریشانی	Trouble
صلد	سخت	Solid
سقیم	بیمار	Sick
شین	شرم	Shame
ولاء	وفاداری	Loyal
لیس	کم، نہیں	Less
قاضی	انصاف کرنے والا	Judge
رفض	انکار کرنا، چھوڑ دینا	Refuse
غل	جیل، قید خانہ	Jail[8]

جنگی اسلحہ سازی کی روایت

قرون وسطیٰ میں اسلامی تہذیب نے دنیا کو متنوع علوم و فنون کے ساتھ بہت ساری نئی روایات اور اداروں سے بھی متعارف کروایا۔ اس عہد میں یورپ اور مسلمانوں کے مابین صلیبی جنگیں ہوئیں تو مسلمانوں نے نئے جنگی ہتھیار اور تکنیکس متعارف کروائیں۔ مسلمانوں نے جنگوں میں پہلی بار منجنیق کی حکمت علمی اختیار کی جس سے قلعہ شکنی کا کام لیا گیا۔ انتہائی مضبوط اور ناقابل تسخیر سمجھنے والے قلعے اس ہتھیار سے ملیامیٹ ہو گئے۔ دور جدید میں اسی منجنیق کا تصور سامنے رکھ کر طیارہ شکن توپیں اور میزائل بنائے گئے اور آج یہ دونوں ہتھیاروں جنگی حکمت علمی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[9] جنگوں کے لیے مسلمانوں کو بحری بیڑوں کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے جدید ترین بحری بیڑے تیار کر کے سمندری جنگوں کا مسئلہ حل کیا۔ آج دنیا کی اہم عسکری طاقتوں کے پاس جو وسیع و عریض بحری بیڑے موجود ہیں وہ انہی کی ترقی یافتہ شکل ہیں۔

کافی کی روایت

مشرق و مغرب کی ثقافتی روایات میں کافی کے مشروب کی اہمیت مسلمہ ہے۔ بادی النظر میں کافی کی روایت کو یورپ سے جوڑا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لندن میں کافی کے استعمال سے برسوں قبل یہ مشروب افریقہ میں عام تھا اور اس کی دریافت کا سہرا ایک عرب چرواہے کے سر جاتا ہے۔ اس چرواہے کا نام خالد تھا اور اس کا تعلق افریقہ کے مشہور علاقے ایتھوپیا سے تھا۔ وہ ایتھوپیا کے صحراؤں میں بکریاں چراتا تھا، ایک دن اس نے محسوس کیا اس کے جانور ایک جڑی بوٹی کھا کر چاق و چوبند ہو گئے ہیں اس نے ان جڑی بوٹیوں کو ابال کر پیا تو اسے اندازہ ہوا ان کے اندر غیر معمولی توانائی ہے اور اس طرح اس نے پہلی بار کافی کو متعارف کروایا۔ کچھ عرصے بعد کافی کے یہ بیج ایتھوپیا یمن لائے گئے جہاں لوگ رات کو جاگنے کے لیے اس کا استعمال کرتے تھے۔ یمن میں اس کا استعمال صوفی ازم سے وابستہ لوگوں کے درمیان ہوا۔[10]

عرب مسافروں کے قافلوں کے ساتھ یہ کافی یمن سے مکہ پہنچی، ترک قافلوں نے اسے مکہ سے ترکی پہنچایا، وہاں سے اٹلی اور سترھویں صدی میں کافی کی یہ روایت برطانیہ پہنچ گئی۔ برطانیہ میں کافی کو متعارف کروانے کا سہرا ایک ترک کے نام تھا جس نے لندن کی ایک شاہراہ پر کافی کی دکان متعارف کروائی۔ عربی میں قہوہ کہلانے والی کافی ترکی میں قہوے اور لندن میں آکر کافی بن گیا۔[11]

فن تعمیر کی روایت

اسلامی تہذیب سے قبل رومی تہذیب میں فن تعمیر اپنے عروج پر تھا۔ یونانی تہذیب نے انسانیت کو علم، فلسفہ اور بت پرستی کی روایت دی تو رومی تہذیب نے انسانوں کو رومن لاء، آرکیٹیکچر اور شہر بنانے اور بسانے کا فن دیا۔ قرون وسطیٰ

میں یورپ کا طرز تعمیر اس طرح تھا کہ کمرے میں صرف مرکزی دروازہ ہوا کرتا تھا، کوئی روشن دان اور کھڑکی نہیں ہوا کرتی تھی جس سے روشنی اور ہوا کا گزر ہو۔ اہل عرب نے اسپین میں جو مکانات تعمیر کیے ان میں ہوا اور روشنی کے لیے روشن دان رکھنے کا اہتمام کیا۔ مکان کھلے اور کشادہ بنائے گئے اور انہیں چوکور شکل کی بجائے گول شکل میں بنانے کا رواج ہوا۔ محفوظ قلعوں اور گرجا گھروں میں گنبد اور مینار تعمیر کرنے کا تصور بھی اسلامی تہذیب سے لیا گیا۔[12]

اہل عرب عمارتیں تعمیر کرتے تو اس میں روشن دان ضرور رکھتے تھے جبکہ یورپ میں قرون وسطیٰ تک روشن دان رکھنے کا رواج نہیں تھا اور لوگ بند کمرے اور بند مکان تعمیر کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے گھروں میں حبس اور گرمی بڑھ جاتی تھی۔ صلیبی جنگوں کے بعد جب اہل یورپ کو اسلامی تہذیب سے واسطہ پڑا تو ان لوگوں نے اسلامی فن تعمیرات سے بھی استفادہ کیا اور گھروں میں روشن دان رکھنے نیز کھلی عمارتیں اور گھر تعمیر کرنے کا رواج عام ہوا۔

صابن کی روایت

مسلمانوں کے لئے صفائی نصف ایمان ہے۔ اسلامی تہذیب سے قبل صحت وصفائی کے لیے مختلف ٹوٹکے استعمال کیے جاتے تھے لیکن مسلمان سائنسدانوں نے صحت وصفائی اور طہارت و پاکیزگی کے لیے صابن دریافت کیا۔ صلیبی جنگجو فلسطین آئے تو مقامی عربوں کو ان سے آنی والی بدبو سے سخت کراہت ہوتی تھی یہ صلیبی جنگجو غسل نہیں کرتے تھے۔ پھر صلیبی جنگوں سے واپسی پر یہ جنگجو صابن کا یہ استعمال اپنے ساتھ لے گئے اور اس طرح عربوں سے صابن کا استعمال یورپ پہنچا۔

بینکنگ سسٹم کی روایت

موجودہ بینکنگ سسٹم میں چیک کا تصور عام ہے اور بینکوں کا اکثر لین دین چیک کے ذریعے ہوتا ہے۔ موجودہ بینکنگ سسٹم قدیم دور کے بینکنگ سسٹم کی ارتقائی شکل ہے۔ اہل عرب جب لین دین کا معاملہ کرتے تھے تو وہ چیک کی صورت میں رقم ادا کیا کرتے تھے، بعد میں مغرب میں بینکنگ سسٹم قائم ہوا تو اس میں چیک کی صورت میں ادائیگی کی عربی روایت کو مستعار لے لیا گیا۔ بذات خود لفظ چیک عربی لفظ صک سے نکلا ہے۔ چیک کی وجہ سے اموال کے نقل وحمل میں آسانی اور خطرناک علاقوں میں تجارت آسان ہوگئی تھی۔[13]

گھڑیوں کی روایت

گھڑیوں کا استعمال زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ پہلے لوگ وقت کی تعیین کے لیے سیاروں اور ستاروں کا سہارا لیتے تھے۔ اسلامی تہذیب میں خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں پہلی گھڑی بنائی گئی۔ عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے شہنشاہ فرانس شارلیمان کو گھڑی کا تحفہ بھیج کر حیران کر دیا تھا۔ عہد عباسی میں گھڑی سازی کی صنعت کا اہم نام محمد بن علی الخراسانی تھا۔[14]

موسیقی کی روایت

مغرب میں موسیقی کی روایت عام ہے۔قرون وسطیٰ میں مسلمان ماہرین نے موسیقی سے متعلق اہل یونان کی کتب کو عربی میں ٹرانسلیٹ کیا۔اقلیدس کی کتاب عربی میں کتاب النغم کے نام سے ٹرانسلیٹ ہوئی۔حنین بن اسحاق نے موسیقی پر ارسطو کی دو اور جالینوس اور فیثا غورث کی ایک ایک کتاب کو عربی میں ٹرانسلیٹ کیا۔تیرھویں صدی عیسوی میں برطانوی موسیقار والٹراڈ نگٹن نے اپنی تحریروں میں موسیقی کے عرب اساتذہ کا ذکر بڑے فخر سے کیا ہے۔حنین بن اسحاق نے ارسطو اور جالینوس کی جو کتب عربی میں ٹرانسلیٹ کی تھیں انہیں لاطینی میں ترجمہ کیا گیا۔الفارابی کی کتاب موسیقی کو جیرارڈ کرمونی اور جمیین نے لاطینی میں ترجمہ کیا۔قسطنطین افریقی نے جن 80 کتب کا ترجمہ کیا تھا ان میں ایک موسیقی کی کتاب بھی شامل تھی۔[15]

عہد عباسی میں نامور موسیقار اسحاق الموصلی ہمہ وقت دربار میں موجود ہوتا تھا۔اس کے ساتھ اس کا ایک مایہ ناز شاگرد زریاب قرطبیؒ بھی دربار میں موسیقی کے رنگ بکھیرتا تھا۔اس کا اصل نام کچھ اور تھا لیکن لوگ اسے ایک خوبصورت پرندے زریاب سے تشبیہ دے کر زریاب قرطبیؒ کے نام سے پکارتے تھے۔دور جدید کی اسپینش موسیقی پر آج بھی زریاب قرطبیؒ کی موسیقی کا رنگ جھلکتا ہے۔[16] زریاب قرطبیؒ کا تذکرہ علامہ ابن خلدون نے بھی اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> "زریاب قرطبیؒ جب موسیقی میں استاد کامل ہو گیا تو اہل موصل نے اسے حسد کے مارے مغرب کی طرف دھکیل دیا جو مختلف علاقوں سے ہوتا ہوا امیر اندلس کے پاس جا پہنچا۔"[17]

طعام اور لباس کی روایات

اہل عرب کا جمالیاتی ذوق بہت عمدہ اور نفیس تھا جو اندلس کے مقامی کلچر پر بھرپور اثر انداز ہوا۔اہل عرب محفلیں سجانے اور جمانے کے بہت ماہر ہوا کرتے تھے۔شروع شروع میں اندلس میں اہل عرب نے اپنے اس ذوق کا مظاہرہ کیا تو مقامی لوگ دنگ رہ گئے۔اہل عرب نے گھر بار سجانے کے لیے فن آرائش کا اہتمام کیا اور اس کے ساتھ انہوں نے کھانا پکانے اور کھانے کے خوبصورت انداز بھی متعارف کروائے۔اندلس کے لوگ زمین پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے اہل عرب نے پہلی مرتبہ میز پر کھانا کھانے کا طریقہ متعارف کروایا۔ابن خلدون لکھتے ہیں: "اہل عرب نے اندلس کے شہر اشبیلہ میں کھانے کے نئے فیشن متعارف کروائے۔تھری کورس کھانا بھی پہلی بار عربوں نے متعارف کروایا۔"[18]

ہمارے ہاں عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھانا کھانے میں چمچ اور چھری کانٹے کا استعمال شاید انگریزوں کا طریقہ ہے جبکہ ایسا نہیں ہے۔کھانے میں چھری کانٹے کا استعمال اہل اندلس نے متعارف کروایا۔مسلمانوں کی آمد سے قبل اہل اندلس

مختلف دھاتوں کے بنے برتن استعمال کیا کرتے تھے اہل عرب نے پہلی بار شیشے کے برتن اور گلاس استعمال کیے۔ مسلمانوں نے اندلس میں مختلف ڈشز بھی متعارف کروائیں۔ مسلم ماہرین بعام نے مختلف ڈشز کی ریسپیز تیار کیں اور کھانے کے ساتھ سلاد کا استعمال شروع کیا۔ اندلس میں "نقایا" نامی کباب بہت مشہور تھا جو اہل عرب نے متعارف کروایا تھا

ماضی میں عورتوں کے ساتھ مرد بھی لمبے بال رکھتے تھے لیکن انہیں محفوظ رکھنے کا کوئی خاص اہتمام نہیں ہوا کرتا تھا۔ اہل عرب نے مردوں کے لمبے بال رکھنے کی روایت کو ختم کر کے چھوٹے بال رکھنے کی روایت متعارف کروائی اور سر میں مانگ نکالنے کے کئی طریقے وضع کیے جو آج بھی دنیا کے مختلف حصوں میں بطور فیشن مقبول ہیں۔ ڈریسنگ کے نئے اور مقبول طریقے بھی اہل عرب کے کارناموں میں شامل ہے۔ خلیفہ کے دربار میں رہنے والے خدام اور امراء کے لیے ایک مخصوص لباس تیار کیا جاتا تھا۔ ہر عہدیدار کے عہدے کی نشاندہی کے لیے مختلف رنگوں کے ربن تیار کیے جاتے تھے جنہیں قمیض کے سامنے دامن یا گلے میں آویزاں کیا جاتا تھا۔ ہم کہہ سکتے ہیں مغربی تہذیب کے موجودہ فیشن کے تصورات کی بنیاد اہل عرب کے تجربات کی بنیاد پر رکھی گئی ہے۔[19]

ٹوتھ پیسٹ کی روایت

آج دنیا بھر میں ٹوتھ پیسٹ کا تصور عام ہے مگر ماضی میں کسی بھی تہذیب کے لوگ دانتوں کی صفائی پر کوئی توجہ نہیں دیتے تھے۔ یہ اہل عرب ہی تھے جنہوں نے پہلے مسواک کا تصور متعارف کروایا اور بعد میں مقامی جڑی بوٹیوں کی مدد سے ٹوتھ پیسٹ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ ٹوتھ پیسٹ کن اجزاء سے مرکب ہوتا تھا اس سے قطع نظر یہ بہت خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوا کرتا تھا۔

عطر اور پرفیوم سازی کی روایت

پرفیوم کا تصور بھی اہل عرب کی متعارف کردہ روایت ہے۔ عربوں کی آمد سے قبل اندلس کے امراء مختلف پھولوں کا سفوف بنا کر انہیں کپڑوں پر مل لیا کرتے تھے جس سے کپڑے بدنما نظر آتے تھے اور کپڑوں پر داغ بھی پڑ جاتے تھے۔ اہل عرب نے پہلی بار ایک خاص قسم کا مرکب متعارف کروایا جس سے کپڑوں پر دھبے نہیں پڑتے تھے اور خوشبو دور تک محسوس کی جاسکتی تھی۔[20]

شیمپو کی روایت

اندلس میں شیمپو کا استعمال بھی اہل عرب کی متعارف کردہ روایت ہے۔ مسلمانوں کی آمد سے قبل اہل اندلس عرق گلاب سے سر دھویا کرتے تھے۔ اہل عرب نے اس میں مختلف قسم کی خوشبودار جڑی بوٹیوں اور نمکیات کا اضافہ کیا

جس سے سر دھونے سے بالوں کی صفائی اور چمک میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ یہ شیمپو کی ابتدائی شکل تھی جسے بعد میں تجربات کر کے میں مزید بہتر بنایا گیا۔[21]

عربی الاصل مغربی ادارے

ہسپتال کا ادارہ

انسانی تاریخ میں سب سے پہلا باقاعدہ ہسپتال بنو امیہ کے عہد میں بنا۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں بننے والے اس ہسپتال میں ان ڈور مریضوں کے باقاعدہ وارڈز بنائے گئے تھے۔ ہسپتال کے اہم ڈیپارٹمنٹس میں سرجیکل ڈیپارٹمنٹ، امراض چشم، آرتھوپیڈک ڈیپارٹمنٹ اور دماغی امراض کے شعبے اہم تھے۔ ڈاکٹروں کو معقول تنخواہیں دی جاتی تھی اور ان کی رہائش گاہ کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔[22] عہد بنو امیہ کے دیگر اہم ہسپتالوں میں دمشق کا نوری ہسپتال اور مصر کا ابن طولون ہسپتال اہم تھے۔ ان ہسپتالوں کے ساتھ میڈیکل کالجز بھی قائم تھے اور دنیا بھر سے لوگ میڈیکل کی تعلیم کے حصول کے لیے ان میڈیکل کالجز کا رخ کرتے تھے۔

رصد گاہ کا ادارہ

دور جدید میں فلکیات کے مطالعے اور سیاروں ستاروں کی تحقیق کے لیے جو رصد گاہیں بنائی جاتی ہیں ان کی شروعات تیسری صدی ہجری میں قرطبہ کے مسلمانوں نے کی تھی۔ بہت سے نامور مسلم سائنسدان اس عہد میں رصد گاہوں میں بیٹھ کر ستاروں اور سیاروں کا مشاہدہ کیا کرتے تھے۔ آج کل فلکیاتی مشاہدات کے لیے جو آلات استعمال ہوتے ہیں ان میں سے اکثریت اندلس کے مسلمانوں کی ایجاد ہیں۔

قانون سازی کا ادارہ

بیسویں صدی میں دنیا کے نقشے پر کئی نئی ریاستیں وجود میں آئیں اور ہر ریاست نے اپنا نظام حکومت چلانے کے لیے قوانین اور دساتیر وضع کیے۔ میگنا کارٹا کو دنیا کا پہلا تحریری دستور کہا جاتا ہے اور برطانوی پارلیمنٹ کو دنیا کی سب سے قدیم ترین جمہوریت کہا جاتا ہے لیکن تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جمہوریت کی تاریخ اس سے بہت قبل یونانی تہذیب سے شروع ہوتی ہے۔ انسانی تاریخ میں جمہوریت کا دور یونان سے شروع ہوتا ہے اور ہماری موجودہ جمہوریت یونانی جمہوریت کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ یونان میں جمہوریت کی صورت یہ تھی کہ جب بادشاہ کے انتخاب کرنا ہوتا تھا عوام ایک کھلے میدان میں جمع ہو جاتے تھے اور اپنے پسندیدہ حکمران کے بارے میں ہاتھ کھڑے کرتے تھے جس کے حق میں زیادہ ہاتھ کھڑے ہوتے اسے بادشاہ مان لیا جاتا، یہ جمہوریت کی ابتدائی شکل تھی۔[23] ہماری موجودہ جمہوریت جسے لبرل جمہوریت کہا جاتا ہے یہ اٹھا

رویں صدی کی دین ہے اور اس کا سہرا، وولٹائر، مونٹسکو اور روسو کے سر جاتا ہے۔ یونان کے بعد رومی اور بعد ازاں اسلامی تہذیب کا دور آتا ہے، اسلامی تہذیب نے نظام حکومت کو چلانے اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے نئے قوانین اور اصول متعارف کروائے۔

موجودہ پارلیمنٹ سسٹم بھی کسی حد تک اسلامی تہذیب کا چربہ ہے کیونکہ اسلامی تہذیب نے یہ تصور دیا کہ امت کے منتخب کردہ افراد کو یہ حق ہے کہ وہ امور ریاست کے لیے قوانین اور دستور وضع کریں، فرق صرف یہ ہے کہ اسلام ان منتخب افراد کے لیے نیک، متقی اور اہل علم ہونے کی شرط لگاتا ہے لیکن جدید ریاستوں میں ان شرائط کو مد نظر نہیں رکھا جاتا لیکن اپنے اصل کے اعتبار سے جمہوریت کا یہ نظام اسلام کے زریں اصولوں سے مستعار دکھائی دیتا ہے۔ جدید ریاستوں کا تصور ابھرنے کے بعد قوانین اور دساتیر بھی وضع کیے گئے، میگنا کارٹا کو دنیا کا پہلا تحریری دستور کہا جاتا ہے لیکن اس سے بہت پہلے پیغمبر اسلام نے میثاق مدینہ کی صورت میں دنیا کو ایک آئین اور دستور دے دیا تھا۔ بعد کی اسلامی روایت میں آئین و دستور سازی کی یہ روایت آگے بڑھتی رہی اور اس ضمن میں مسلمانوں کی جو سب سے اہم خدمت تھی وہ یہ تھی کہ انہوں نے پہلی بار شورائیت کا نظام متعارف کروایا جو وسیع معنوں میں ایک میچور جمہوریت ہی کا تصور تھا۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے ریاست کے تین ستونوں کی علیحدگی اور آزادی کا تصور دیا جن میں مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ شامل ہیں۔ دور جدید کی جمہوریت انہی تین بنیادی ستونوں پر قائم ہے۔

جامعات (یونیورسٹی) کا ادارہ

قرون وسطیٰ میں اسلامی تہذیب کی علم دوستی کا یہ عالم تھا کہ ہر بڑے شہر میں دار العلوم ہوا کرتے تھے جنہیں آج کل کی یونیورسٹی کہا جاتا ہے۔ گیارویں صدی میں اٹلی کا پیٹر نامی پادری حصول علم کے لیے اسپین گیا تو اس نے قرطبہ اور غرناطہ کے ہر گلی محلے میں طلباء اور درسگاہیں دیکھیں۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان میں بیسیوں ایسے طلباء تھے جو عیسائی تھے یا یہودی اور وہ یورپ کے مختلف علاقوں سے علم حاصل کرنے اسپین آئے تھے۔[24]

پچھلی دو تین صدیوں میں جتنا بھی نیا علم اور ٹیکنالوجی وجود میں آئی وہ یونیورسٹیوں کی مرہون منت ہے اور یونیورسٹی کا تصور اور ادارہ بھی اسلامی تہذیب کی دین ہے۔ دنیا کی سب سے پہلی باضابطہ یونیورسٹی مراکش کے شہر فاس میں قائم ہوئی اور یہ 859ء میں دو بہنوں نے قائم کی تھی۔ اس یونیورسٹی کا نام جامعۃ القرویین تھا اور دونوں بہنوں کا نام فاطمہ الفرہی اور مریم الفرہی تھا۔ یہ یونیورسٹی آج بھی قائم ہے اور علم کی روشنی پھیلا رہی ہے۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ ان دونوں بہنوں کو وراثت میں بہت زیادہ حصہ ملا تھا اور انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس دولت سے مسجد اور اس کے ساتھ ایک تعلیمی ادارہ قائم کریں گی۔ بعد میں یہی تعلیمی ادارہ دنیا کی پہلی یونیورسٹی قرار پائی۔ مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

"میں گذشتہ سال مراکش گیا تھا، اس کے ایک شہر کا نام فاس ہے۔ میں پچھلے سال اس شہر میں گیا تھا وہاں جامع القرویین کے نام سے ایک ادارہ ہے جو آج تک کام کر رہا ہے۔ اگر ہم اسلامی تاریخ کی مشہور اسلامی جامعات کا جائزہ لیں تو چار اہم اسلامی جامعات ہماری تاریخ میں نظر آتی ہیں ان میں سب سے پہلی جامعۃ القرویین ہے۔ دوسری تیونس کی جامعہ زیتونۃ ہے تیسری مصر کی جامعۃ الازھر ہے اور چوتھی دار العلوم دیوبند ہے۔"[25]

مفتی تقی عثمانی مزید لکھتے ہیں:

"اس وقت جامع القرویین کے اندر جو علوم پڑھائے جاتے تھے ان علوم میں اسلامی علوم، تفسیر، حدیث، فقہ اور اس کے ساتھ ساتھ طب، ریاضی، تاریخ، فلکیات سارے علوم جن کو آج عصری علوم کہا جاتا ہے وہ سارے علوم پڑھائے جاتے تھے۔ ابن خلدونؒ نے وہاں درس دیا، ابن رشدؒ نے وہاں درس دیا قاضی عیاضؒ نے وہاں درس دیا۔ تصور کیجئے کہ یہ تیسری صدی ہجری کی یونیورسٹی ہے اور اسلامی علوم کے بادشاہ بھی وہیں سے پیدا ہوئے، ابن رشد جیسے فلسفی وہیں سے پیدا ہوئے اور وہیں سے بڑے بڑے سائنسدان بھی پیدا ہوئے۔"[26]

مذکورہ مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب کے عہد زریں میں مجموعی انسانی تہذیب نے ترقی کی۔ پچھلی دو تین تہذیبیں مل کر انسانیت کے لیے وہ کچھ نہ کر سکیں جو اکیلے اسلامی تہذیب نے انسانیت کو دیا۔ اسلامی تہذیب کی شروعات ہی اقرء سے ہوئی تھیں اور اسلامی تہذیب نے ہی سب سے پہلے تسخیر کائنات کا فلسفہ پیش کیا۔ اسلامی تہذیب کے بنیادی ماخذ قرآن میں اللہ نے بیسیوں بار کائنات کے اسرار و رموز پر غور و فکر کا حکم دیا ہے اور یہی موٹیویشن تھی جس نے مسلم ماہرین، سائنسدانوں اور اہل علم کو تسخیر کائنات کی طرف متوجہ کیا اور آج انسانی تہذیب سائنس و ٹیکنالوجی اور علوم و فنون کی جس معراج پر کھڑی ہے یقیناً اس کی بنیادیں اسلامی تہذیب نے ہی رکھی تھیں۔

خلاصہ

یہ مسلمہ اصول ہے کہ ہر تہذیب ما قبل تہذیب سے استفادہ کرتی اور مابعد تہذیب کے لیے اثاثہ چھوڑ جاتی ہے۔ اسلامی تہذیب بھی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں، اسلامی تہذیب نے اپنے ما قبل یونانی و رومی تہذیبوں سے استفادہ کیا اور ان سے حاصل شدہ علوم و فنون کو مابعد مغربی تہذیب کے سپرد کر دیا۔ لیکن فرق یہ ہے کہ اسلامی تہذیب نے یونانی و رومی تہذیب سے جو استفادہ کیا اسے اس کا کریڈٹ بھی دیا لیکن مغربی تہذیب کی کم ظرفی تھی کہ اس نے اسلامی تہذیب سے کسب فیض کے بعد اسے کریڈٹ دینے سے انکار کر دیا۔

مغربی تہذیب نے جس کم ظرفی کا مظاہرہ کیا، اس کی زبان، اداروں اور روایات نے اس کا پول کھول دیا۔ آج بھی مغربی تہذیب کی ترجمان زبانوں میں عربی زبان کے ہزاروں الفاظ اس کے عربی سے مستفید ہونے کی چغلی کھاتے ہیں۔ بعینہ مغربی سماج میں رائج روایات اور وہاں موجود اداروں میں بھی اسلامی تہذیب کے اثرات کہیں نہ کہیں موجود ہیں۔ اس آرٹیکل میں ہم نے انہی الفاظ روایات اور اداروں کا جائزہ لیا ہے۔ مثلاً دور جدید میں مغربی سماج میں موجود اہم ادارے جن میں ہسپتال، یونیورسٹیز اور آئینی و قانون ادارے شامل ہیں سب اسلامی تہذیب کے عہد میں قائم ہوئے اور وہیں سے اہل مغرب نے ان تصورات اور اداروں کو مستعار لیا۔

یہ مستعار لینا کوئی معیوب امر نہیں تھا کہ یہ انسانی تہذیب کی روایت چلی آرہی ہے لیکن باعث عیب اہل مغرب کا یہ رویہ ہے کہ وہ ان اداروں اور تصورات کا کریڈٹ اسلامی تہذیب کو نہیں دیتے۔ وہ خود قرون وسطیٰ میں ظلمت و جہالت کا شکار تھے اس لیے انہوں نے اس پورے عہد کو قرون مظلمہ کا نام دے دیا حالانکہ یہ عہد انسانی تاریخ میں سب سے ترقی یافتہ عہد تھا۔ اسی طرح باعث عیب ان مسلمانوں کا رویہ ہے جو ہر نئی ایجاد اور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کو اہل مغرب کے کھاتے میں ڈال کر خود احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انہیں یہ جاننا چاہیے کہ اہل مغرب نے اپنی موجودہ ترقی کی بنیاد جن پتھروں پر رکھی ہے وہ اسلامی تہذیب کے عہد میں ہی نصب کیے گئے تھے۔

حوالہ جات و حواشی

[1] Hitti, Phillip k. History of the Arabs, (New York University Press, 1967), p 59

[2] Watt, Montgomery, The influence of Islam on Medieval Europe (Edinburgh university Press, 2008), p 133

[3] Watt, Montgomery, The influence of Islam on Medieval Europe, p 133

[4] برق، غلام جیلانی، یورپ پر اسلام کے احسانات (لاہور: الفیصل، س ن)، 207

Brq,Gulām Gilai, Europ pr Islām k āḥsānāt(lāhore: ālfaisal, s n) ,207

[5] ایضاً۔

Brq,Gulām Gilai, Europ pr Islām k āḥsānāt,207

[6] القرآن: 20/29

Alqurān: 29/20

[7] القرآن: 30/21

Alqurān: 21/30

[8] Zaidan Ali jassem "The arabic origin of numeral wordsin English and European languages" international journal of linguistics, 2012, vol 4, no 3.

[9] ورک، محمد زکریا، مسلمانوں کے سائنسی کارنامے(علی گڑھ: مرکز فروغ سائنس علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،2004)،55

Wirk, Muḥammad Zakriā, muslmāno k sāins karnāme (Ali ghar: markz froġ e science Ali ghar muslim university 2004),55

[10] Oxford English Dictionary, 1st ed. "coffee," (Oxford University Press, Oxford), 1891.

[11] ایضا

Oxford English Dictionary, 1st ed. "coffee, 1891.

[12] ایضا۔

Oxford English Dictionary, 1st ed. "coffee, 1891.

[13] Alan S.kaye, The Arabic lexical contribution to the English language (Texas university, America, 2007)p 156

[14] Ahmad Y. Al.Hassan, Islamic Technology, (New Yrok, Cambridge university press, 1994), p 45

[15] کارل بروکلمان، تاریخ الادب العربی(قاہرہ: دار المعارف، س ن)215/3

Kārl broklmān, Tāriẖ ālādb ālʿrbi (qāhira: dār ālmʿārif, s n) 3 / 215

[16] فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی(سعودی عرب: زارت التعلیم المملکۃ السعودیہ)،146/6

fwād sizgin, altārikẖ āltrāṯ ālʿrbi (sowdi arb: wazārt āltalim ālarbi), 146 / 6

[17] ابن خلدون، عبدالرحمان، المقدمہ (کراچی: نفیس اکیڈمی،2007)32/5

Ibn Alkẖuldon, ābdul raḥmān, ālmuqdman (Nafees Academy Karachi, 2007), 32 /5

[18] ایضا

Ibn Alkẖuldon, ābdul raḥmān, ālmuqdman,32 /5

[19] ایضا۔

Ibn Alkẖuldon, ābdul raḥmān, ālmuqdman,32 /5

[20] Salma Khadra Jayyusi and Manuela Marin, the Legacy of Muslim Spain, (London: Brill Publishers, 1994), p 117

[21]Reynold Alleyne Nicholson, a Literary History of the Arabs, (London), p 418

[22] Salma Khadra Jayyusi and Manuela Marin, the Legacy of Muslim Spain, (London: Brill Publishers, 1994), p 117

[23] تقی عثمانی، اسلام اور جدید سیاسی نظریات (کراچی: دارالاشاعت: 2013)، 109

Taqi usmāni,islām āor ğdid siāsi nẓriaāt(karachi: dār ālishāāt, 2013), 109

[24] Watt, Montgomery, The influence of Islam on Medieval Europe, p 133

[25] تقی عثمانی، سفر در سفر (کراچی: دارالاشاعت، 2016)، 109

Taqi usmāni,islām āor ğdid siāsi nẓriaāt, (karachi: dār ālishāāt, 2013), 109

[26] ایضاً۔

Taqi usmāni,islām āor ğdid siāsi nẓriaāt, 109